This book is provided in digital form with the permission of the rightsholder as part of a Google project to make the world's books discoverable online.

The rightsholder has graciously given you the freedom to download all pages of this book. No additional commercial or other uses have been granted.

Please note that all copyrights remain reserved.

About Google Books

Google's mission is to organize the world's information and to make it universally accessible and useful. Google Books helps readers discover the world's books while helping authors and publishers reach new audiences. You can search through the full text of this book on the web at http://books.google.com/

۱۹

ہندتو

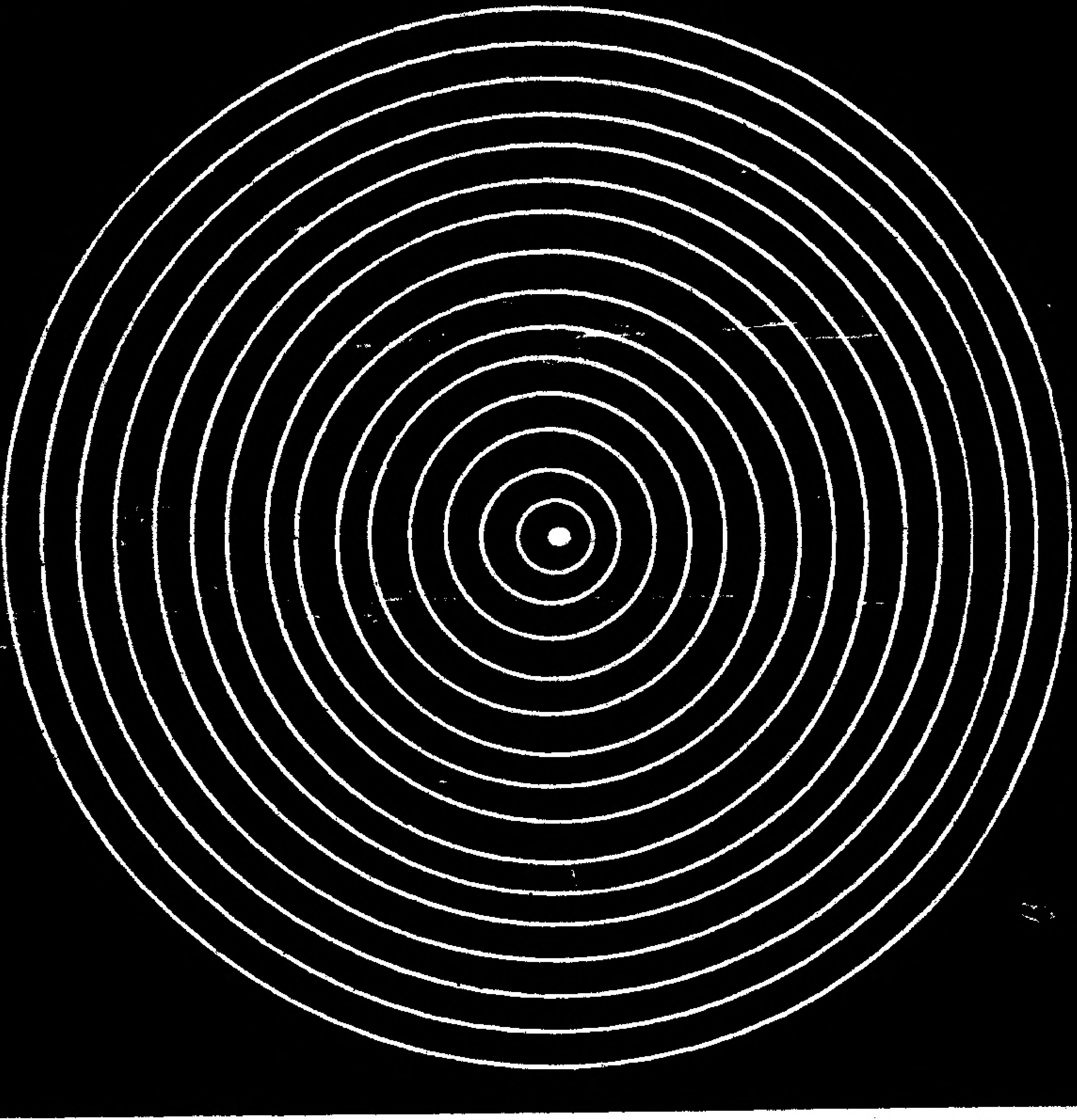

اسرار عالم

اسلامک فقہ اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

مجمع الفقہ الاسلامی الہند نے مدارس عربیہ دینیہ میں عصری علوم پر محاضرات کے اہتمام کے ساتھ مدارس اسلامیہ کے منتخب طلباء کے تربیتی کیمپس بھی مدارس میں ہی منعقد کئے۔ جس میں مختلف علوم و فنون پر علماء کی نگرانی میں ممتاز اساتذہ کے مختلف نہج اور معیار کے لکچرس ہوئے۔

مدارس کے عمومی فائدے کے پیش نظر اکیڈمی نے ان کی اشاعت کا منصوبہ بنایا ہے۔

توقع ہے کہ ہمارے طلباء درسیات پر محنت و توجہ کے ساتھ ساتھ عصری علوم و فنون کے مبادیات سے بھی واقف ہونے کی سعی کریں گے۔

والسلام

مجاہد الاسلام القاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندتو کی حقیقت

ہندتو لفظ ہندو سے مشتق ہے جو قدیم ہے اور نہ ملکی۔ چنانچہ اس لفظ سے اہل ہند ناواقف تھے۔ لفظ ہند کا استعمال ایرانیوں اور عربوں نے کیا اور وہ بھی محض جغرافیائی حیثیت سے۔

(ملاحظہ ہو : طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۳۹ ' سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۵۹۳- ۵۹۴ ' تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۶۵ ' الاصابۃ فی تمیز الصحابہ جلد ۷ ' ص ۲۶۴ ' مستدرک ج ۴ ص ۳۵ ' سنن نسائی باب غزوہ الہند و مسند احمد مرویات حضرت ابوھریرہ اور معجم للطبرانی مرویات حضرت ثوبان)۔

اصطلاح ہندو بہ معنی ہندو مذہب کا ماننے والا اور ہندو مت یا مذہب بہ معنی ایک مخصوص مذہب تو بلاشبہ گیارہویں صدی عیسوی یا اس کے بعد کا ایجاد ہے۔ چنانچہ البیرونی (متوفی ۱۰۴۸ء) نے اپنی مشہور کتاب "**کتاب البیرونی فی تحقیق ما للهند من مقولة فی العقل او مرفولة**" میں ہندو مت ' ہندو مذہب یا ہندو بہ معنی ہندو مذہب کا ماننے والا کا ذکر نہیں کیا ہے۔ حتی کہ عہد وسطی کی تصنیف برہس پتیہ شاستر نے بھی اس لفظ کا جغرافیائی معنوں میں ہی استعمال کیا ہے۔ یہ استعمال اس اعتبار سے نادر ہے کہ اس سے قبل سنسکرت میں اس لفظ کا یوں استعمال نہیں ملتا۔ بیان کیا گیا :

"Himalayam Samarabhya Yavadindu Sarovaram
tam devanirmitam desham Hindusthanam Prachakshate.

ترجمہ : دیوتاؤں کے ذریعہ بنی ' ہمالیہ سے اندو سرودر تک پھیلی یہ زمین ہندوستان ہے۔

اس لفظ ــ ہندتو ــ کا پہلا استعمال ۱۹۸۹ء کے بعد ہی ہوا۔ میرے علم کی حد تک اس لفظ کا پہلا استعمال آر ایس ایس کے کل ہند سیوا پرکھ کے ' سوریہ نارائن راؤ نے اپنے مضمون

"The Concept of the Hindu میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"What are the factors that have kept this nation
inspite of the foreign domination for over one thou
years. It is its faith in its age- old culture, Dharma, tra
and its forefathers like Rishis, Acharyas, Sri Rama an
Krishna. All this can be condensed into one word an
is the HINDUNESS, HINDUTVA". (Why Hindu Ras
Suruchi Prakashan, New Delhi- 1990).

: "وہ کیا عوامل ہیں جنھوں نے اس قوم کو ایک ہزار سال سے زیادہ عرصے تک تسلط کے 'ایک رکھا۔ یہ ہے اس کا اپنی قدیم ثقافت' دھرم' روایت اور اپنے اسلاف چاریوں' شری رام اور شری کرشن پر یقین۔ ان تمام کو ایک لفظ میں سمیٹا جا سکتا ہے ہندوپن' ہندتو۔"

[illegible] اور تفہیم

ہر چند کہ یہ لفظ قدیم نہیں' جیسا کہ ہم نے ابھی دیکھا' تاہم وہ فکر جو آج اس لفظ سے سمجھی جاتی ہے بہ الفاظ دیگر وہ احساسات و افکار جن کا اظہار اس اصطلاح سے ہوتا ہے بلاشبہ بلکہ ہر زمانے میں موثر رہے ہیں لہٰذا آئندہ سطور میں جو بحث ہوگی وہ اس لفظ سے سے متعلق ہوگی۔ لیکن اصل بحث سے قبل دو امور کی وضاحت یا تنقیح ضروری ہے۔

(۱) نے ابتدا" لکھا ہے کہ "میرے علم کی حد تک اس لفظ کا پہلا استعمال" آر ایس ہند سیوا پرکھ کے سوریہ نارائن راؤ نے کیا ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ہندتو فکر ہے اور اس پر ان کی اجارہ داری ہے۔ بلاشبہ اس لفظ کا استعمال آر ایس ایس کے لیکن جہاں تک اس فکر کی بات ہے یہ تمام ہندوؤں سے متعلق ہے اور دنیا کے اور بطور بھارت کے ہندو اس فکر میں برابر کے شریک ہیں۔ یہ درست ہے کہ حقیقت کے ایک

ہوتے ہوئے بھی ہندوؤں کے مختلف طبقات اس کی تعبیر اور منہج یا طریقہ کار کے اعتبار سے باہم مختلف ہیں۔ لیکن جہاں تک حقیقت یعنی اصول اور ہدف کی بات ہے سبھی متفق و متحد ہیں۔

چنانچہ یہی سبب ہے کہ ہندتو کے سرخیل طبقات میں سے تین (۱) بلاواسطہ ہندتو کے قائلین (۲) بالواسطہ ہندتو کے قائلین اور (۳) بنیادی ہندتو کے قائلین اصول اور ہدف میں متحد و متفق ہوتے ہوئے بھی تعبیر و طریقہ کار میں مختلف ہیں۔ ان میں بلاواسطہ ہندتو کے قائلین میں نمایاں ترین داعی سنگھ پریوار ہے۔ بالواسطہ ہندتو کے قائلین میں نمایاں ترین داعی کانگریس ہے اور بنیادی ہندتو کے قائلین میں نمایاں ترین داعی کمیونسٹ پارٹی (M-L) ہے۔

(۲) دوسری تنقیح لفظ ہندو سے متعلق ہے۔ یہ لفظ نہایت مبہم' پر فریب اور تہہ دار ہے۔ ہندوستان کے تناظر میں اس میں مندرجہ ذیل طبقات شمار ہوتے ہیں۔

(۱) ہندو (غیر برہمن' غیر سورن)
(۲) ہندو (غیر برہمن' سورن)
(۳) ہندو (برہمن (ویشنو))
(۴) ہندو (برہمن (سمارتا)) + سپت رشی براہمن

آئندہ سطور میں ہندو سے اکثر مراد برہمن ہوں گے۔ بصورت دیگر ہندو بہ معنی (غیر برہمن سورن اور برہمن) ہوگا۔ صرف بعض صورتوں میں ہی ہندو سے مندرجہ بالا تمام طبقات مراد ہوں گے۔

ہر چند کہ ہمارے پیش نظر ہندتو تحریک کے فکری پس منظر کی تنقیح و تحقیق ہے تاہم تحقیق حقیق کے لئے لازم ہے کہ ہم اسے کثیرالجہات طریقے سے دیکھیں۔ یعنی کسی ایک زاویہ اور بعد کے استعمال کے بجائے مختلف و متبائن ابعاد (dimension) کا استعمال ہو' تاکہ حقیقت اصلی سامنے آجائے۔

چونکہ یہ تحقیق و تجزیہ مجرد معنوں میں ہندتو کا تجزیہ و تحقیق نہیں بلکہ بین السطور میں اسلام اور مسلمانوں کے تناظر میں ہندتو کا تجزیہ و تحقیق ہے لہٰذا مختلف ابعاد کا استعمال اور بھی ضروری ہے۔

ہندتو کی تاریخ

توکی حقیقت — (एक ہے۔ ایکہ کا مفہوم ہے ایک۔ ایک شُروتی ہے :

" वृक्ष इव स्तब्धो दिवि तिष्ठत्यकस्तेनेदं पू

ترجمہ ... کے مانند‘ آسمان میں پرسکون تشریف رکھتے ہیں وہی ایک۔ اس ں میں‘ ا ... سراسر مکمل ہے“

بادی ... یکہ“ توحید یا بصورت دیگر وحدت الوجود کا مظہر معلوم ہوتا ممکن ... ی ہو۔ لیکن اس بدبخت قوم نے (جس کی تفصیل آئندہ ان شاء اللہ آئے گی ... اور خلق خدا پر ظلم کیا‘ احکامات ربانی کو جھٹلایا اور انبیاء کی مذہب کی او ... ساتھ ساتھ احکامات ربانی کو بھی فساد سے بھردیا۔ چنانچہ رچاؤں اب جو ... نظر آتا ہے وہ انہیں احکامات کے مابقیہ ہیں۔

چنانچ ... مہ“ کی ابتدائی صورت ایک تو وہ تھی جو ان تشریحات میں نظر آئی ہے :

"एष सर्वेश्वर एष भूताधिपतिरेष
एष सेतुर्विधरण एषां लोकानामस

ترجمہ ... یہ ہی“ سب کا خدا ہے۔ تمام ذی روح کا مالک اور اب یہ ایک ں پل کے مانند ... عالم کو تباہی سے بچاتا ہے۔“

"एषास्य परमा गतिः, एषास्य परमा
एषोऽस्य परमो लोकः, एषोऽस्य परम

ترجمہ ... ایک ہی ہیں جو ذوی ارواح کی حرکت اعلیٰ ہیں۔ جو ذوی ارواح کا سرمایہ ہیں۔ جو ... ارواح کا ملجاء اعلیٰ ہیں۔ جو ذوی ارواح کا رضوان ہیں۔“

یہی‘ ا ... فساد سے آلودہ کردی گئی۔ ایکہ کے معنی بدل گئے اور فلسفیانہ خیالات نے ا ... کو دو اور اصطلاحات سے ہم کنار کیا۔ وہ دو اصطلاحات ہیں :

مہت (महत्)

چتی (चित्)

اب ایکہ کی اصل رب کائنات نہیں رہ گیا بلکہ قدیم کے "برہما" کے بجائے "متبدل برہما" اور اس کے سات بیٹے —— سات پرجاپتی المعروف بہ سات رشی‘ بِریگھو‘ پُلَستیا‘ اَنگِی رَاس‘ مَرِیچی‘ دَکشَا‘ اَترِی اور وَشِشٹھ اس کی اصل اور محور ہوگئے۔ (حسب ضرورت اس میں بھی تبدیلی ہوتی رہی۔ ملاحظہ ہو وِشنو پُران اور پَدم پران کے فروق) ہر مَن وَنتر میں ایک مَنُو ہوا اور اب تک چھ منو گزر چکے ہیں۔

اب ایکہ‘ مَہَت اور چِتی کا محور اصلاً برہمن نسل ہوگئی اور اس کے چاروں طرف فلسفوں‘ روایات‘ تصنیفات‘ ثقافت‘ تہذیب اور مروۃ کا جال بن دیا گیا جس کے پردے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پرخچے اڑا دیئے گئے۔ اور مظالم کا ایک ایسا سلسلہ چلا جس کا خاتمہ نظر نہیں آتا اور یہی اس قوم کی بدبختی ہے۔

نسلی تفوق اور اس پردے میں ظلم کی یہ تاریخ تین ہزار سالوں سے جاری ہے۔ ساتواں من ونتر یعنی موجودہ عہد‘ ست پتھ براہمن کے مطابق‘ وے وس وت اور دکشا برہمن کی بیٹی ادا سے شروع ہوا۔ یہی بھارت ورش کے ابتدائی ہندو تھے۔

بھارت میں آکر بس جانے والی یہ نسل جو آریہ کہلائی کئی قبیلوں میں منقسم تھی۔
رگ سنھتا کے مطابق یہ (۱) اَنُو (अणु) (۲) دُرُو ہَریے (द्रुहय) (۳)
یَدُو (यदु) (۴) تُروَس (तुर्वस) (۵) پُرُو (पुरु)
اور ذیلی قبیلے (۶) بھَرَت (भरत) (۷) کِروی (क्रिवि) اور (۸)
تِرِت سُو (त्रित्सु) کے نام سے مشہور تھے۔ اس نسل نے خون کی ندی بہادی۔
مقامی اور غیر آریہ قوموں کو تہہ تیغ کیا۔ غیر آریہ قومیں : (۱) اج (अज)
(۲) یکشو (यक्षु) (۳) ککٹ (किकट) (۴) پشاچ
(पिशाच) (۵) شِشرو (शिश्रु) غلام بنالئے گئے۔ اور یہیں سے ہندتو کا آغاز ہوا۔

مغلوب قوموں کے ساتھ زندگی کو اپنی خواہش اور اپنے مفادات کے مطابق استوار کرنے کے لئے عقیدے‘ فلسفے‘ روایات‘ ثقافت اور تہذیب کی تشکیل ہوئی۔

غیر آریہ قوموں کے نام رکھے گئے : (۱) اَنَاریہ (غیر مہذب)
(۲) اَناسہ (अनासः) چپٹی ناک والے (۳) اَدیوَیُو (अदेवयु) دیوتاؤں کی

طرف غیر ملتفت (۴) اُکرمَن (अकर्मन) (۵) شِشن دیوہ
(शिशनदेव:) (۶) اَنّیہٗ وَرت (अन्यव्रत) (۷) مِردھ واک
(मृधवाक) وغیرہ۔

ایسی غیر آریہ قومیں جو مزاحمت کے بعد حلیف ہوگئیں مگر جن کے طبعی خواص آریوں کو نافع نظر آئے ان کی الگ درجہ بندی کی گئی اور وہ خدمت گذار مگر آزاد قرار پاکر چھتری قرار پائے۔ وشو پران کہتا ہے کہ وشنو کے چھٹے اوتار اور پہلے رام۔ پرسو رام نے تہیہ کیا تھا کہ وہ چھتری نسل کو تین بار سات سات مرحلوں میں نیست و نابود کرے گا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ پرسو رام تریتا عہد یعنی عہد دوم کی پیداوار تھے۔

ایسی غیر آریہ قومیں جو بغیر مزاحمت یا کمتر مزاحمت کے بعد حلیف ہوگئیں یا جن کے طبعی خواص درجہ دوم میں نافع نظر آئے خدمت گزار اور آزاد شمار ہوکر ویشیہ قرار پائے (وشنو پران)۔

ایسی غیر آریہ قومیں جو مغلوب ہونے کے باوجود اپنے طبعی خواص کے اعتبار سے کمتر درجے میں نافع پائے گئے۔ ہمیشہ کے لئے غلام بنادئے گئے اور دَسیو (dasyu) کہلائے۔ اکثر غیر آریہ کالے اور آریہ تانبے کی طرح سرخ تھے اس لئے اُسُورَا (asura) اور سُورَا (sura) کہلائے۔ یہ اظہار رامائن اور مہابھارت میں ہے۔ لیکن اس سے قبل رگ وید اور اتھرو وید میں یہی اسورا (asura) اور دیوا (deva) تھے۔ گویا ایک دیوتا کی قوم تھی اور دوسری غیر دیوتا کی۔ براہمن تو اکثر کلمات سے ہی شروع ہوتے ہیں :

"Devasura Va eshu lokeshu Samayatanta"

ترجمہ : ”اس دنیا میں خداوندان اور اسور رہتے ہیں۔“

ہند تو کی حقیقت نسل، خون، ہڈی اور تسلسل نطفہ ہے۔ عقیدہ، شعار، کتاب، دین، روایت، فلسفہ، شاشتر، قانون، فضا، تاریخ، ثقافت، زبان، تہذیب، ہیئت، ساخت، جسم، ذرائع، سب کچھ عوارض سے زیادہ کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ چنانچہ اس فکر کی تین ہزار سالہ تاریخ دراصل تسلسل نطفہ اور تغلب نسل کی تاریخ ہے۔ اس تاریخ کو دو حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے :

(۱) عہد استغلاب(Period of Overtaking) ۱۵۰۰ قبل مسیح سے ۵۵۰ قبل مسیح تک۔

(۲) عہد احیاء(Period of Revival) ۲۷۲ قبل مسیح سے ۱۹۹۴ عیسوی تک۔

عہد استغلاب کے چار مراحل گزرے ہیں :

(۱) پہلا مرحلہ ۱۵۰۰ ق م تا ۱۰۰۰ ق م
(۲) دوسرا مرحلہ ۱۰۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م
(۳) تیسرا مرحلہ ۸۰۰ ق م تا ۶۰۰ ق م
(۴) چوتھا مرحلہ ۶۰۰ ق م تا ۵۵۰ ق م

عہد احیاء کے تین مراحل ہیں :

(۱) پہلا مرحلہ ۳۲۰ عیسوی تا ۴۱۳ عیسوی
(۲) دوسرا مرحلہ ۶۵۰ عیسوی تا ۷۵۰ عیسوی
(۳) تیسرا مرحلہ ۱۹۴۷ عیسوی تا تادم تحریر

تیسرے مرحلے کی تاریخ در اصل ۱۵۵۶ عیسوی سے شروع ہوتی ہے۔ اور اس کے چار مرحلے ۱۹۴۷ء سے قبل گزر چکے ہیں :

(۱) ۱۵۵۶ تا ۱۷۰۷
(۲) ۱۷۰۷ تا ۱۸۵۸
(۳) ۱۸۵۸ تا ۱۹۰۵
(۴) ۱۹۰۵ تا ۱۹۴۷

ترکیب و عمل

ہند تو کی ہیئت بنیادی اعتبار سے چار چیزوں سے مرکب ہے۔ وہ درج ذیل ہیں :

(۱) اصول
(۲) ساخت
(۳) جسم
(۴) ذرائع اور آلہ جات

عام طور پر دنیا کے ادیان، اجتماعیات اور افکار میں مذکورہ امور میں سے اول الذکر نیا کم از کم ایک لازماً حقیقت سمجھے اور قرار دیئے جائے ہیں۔ لیکن ہند تو کی فکر بالکل ہے جس کی مثال دنیا میں صرف ایک ہے۔ اس میں مذکورہ تمام کے تمام امور حقیقت نہیں بلکہ عوارض ہیں۔ چنانچہ ذرائع اور آلہ جات کی بات تو الگ رہی جسم، ت، تی کہ اصول بھی حقیقت نہیں بلکہ عوارض ہیں۔ چنانچہ ترقی اور تنزلی کے حالات ان عوارض میں ابھار اور سمٹاؤ ہوتا ہے۔ لیکن اس ابھار اور سمٹاؤ میں تدریج اور یب ہوتی ہے۔

بصورت ترقی علی الترتیب اصول، ساخت، جسم اور آلہ جات میں پھیلاؤ اور ابھار ہے۔ بصورت تنزل علی الترتیب آلہ جات، جسم، ساخت اور اصول پچکتے اور سمٹ تے ہیں۔

ہند تو ترقی کی صورت میں لامتناہی طور پر پھیلتا ہے۔ اس کی وجہ اس نسل کی ت ہے۔ بنیادی طور پر ہندو نفسیات غیر معمولی طور پر حساس اندرونی نفسیات (Insular psych) ن حامل ہے۔ لہٰذا اپنی اصل کے اعتبار سے اس کا رجحان تسابق للبقاء کا نہیں بلکہ تنازع للبقاء کا ہوتا ہے۔ اگر کوئی مقابل قوم فکر، عقیدہ، قوت اور اجتماعیت کے ت اتنی ہی قلاش اور مفلوک الحال واقع ہوئی کہ ہر طرح کی ذلت برداشت کرنے کو ہوجائے جب بھی ہندو نفسیات دنیا کی دیگر قوموں کے مقابلے میں مغلوب قوم کی اس تذلیل پر بھی بس نہیں کرتی اور اسے مزید سے مزید ذلیل کرکے مقام انسانیت سے ہی لانا چاہتی ہے۔ چنانچہ ہزار سالوں کے بعد بھی ہندو قوم سے ہار جانے والی قومیں ت برداشت کرنے کے باوجود سکون نہیں پاسکیں۔ جو قوم اتنی مفلوک الحال نہ ہو اس سابق للبقاء کا سوال ہی نہیں اٹھتا بلکہ تنازع للبقاء کی بھی انتہائی صورت درپیش ہوتی

اس کے برخلاف تنزل کی صورت میں ہندتو کچھوے کی طرح سمٹ جاتا ہے، مگرمچھ ح ساکت و صامت ہوجاتا ہے اور سیپ کی طرح مضبوط خول میں چھپ جاتا ہے۔ و انقباض کی کیفیت بے تحاشا نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر عال دو حصوں پر مشتمل ہوتا پہلا حصہ ناقابل تبدیل اور دوسرا قابل تبدیل نظر آتا ہے۔ چنانچہ اتساع کی صورت

میں آج کا قابل تبدیل حصہ بھی ناقابل تبدیل بن جاتا ہے اور ہندتو آگے بڑھ کر اور نئے دعوؤں کے ساتھ ایک نیا قابل تبدیل حصہ بنا لیتا ہے۔ اسی طرح اتساع کا سفر جاری رہتا ہے۔ اس کے برخلاف انقباض کی صورت میں کل کا ناقابل تبدیل حصہ آج قابل تبدیل ہوجاتا ہے اور ہند تو سمٹ کر اور اندر چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایسا لگتا ہے کہ ہندتو کی کوئی شئے ناقابل تبدیل نہیں۔ اس طرح کسی وقت ہند تو کی ہیت درج ذیل امور پر مشتمل ہوتی ہے :

ناقابل تبدیل اصولیات، قابل تبدیل اصولیات، ناقابل تبدیل ساخت، قابل تبدیل ساخت، ناقابل تبدیل جسم، قابل تبدیل جسم، ناقابل تبدیل آلہ جات اور قابل تبدیل ذرائع و آلہ جات۔

اتساع و انقباض کی یہ کیفیت پندرہ امور کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے۔ گزشتہ تین ہزار سالہ تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔ وہ پندرہ امور درج ذیل ہیں:

(۱) نسل خاص الخاص
(۲) کتاب خاص الخاص
(۳) دھرم
(۴) نسل خاص
(۵) کتاب خاص
(۶) روایات و صنمیات
(۷) شاستر
(۸) درشن وفلسفہ
(۹) کتاب
(۱۰) زبان
(۱۱) موقع وفضا
(۱۲) تاریخ
(۱۳) ثقافت
(۱۴) تہذیب و رسوم
(۱۵) اجتماعیات

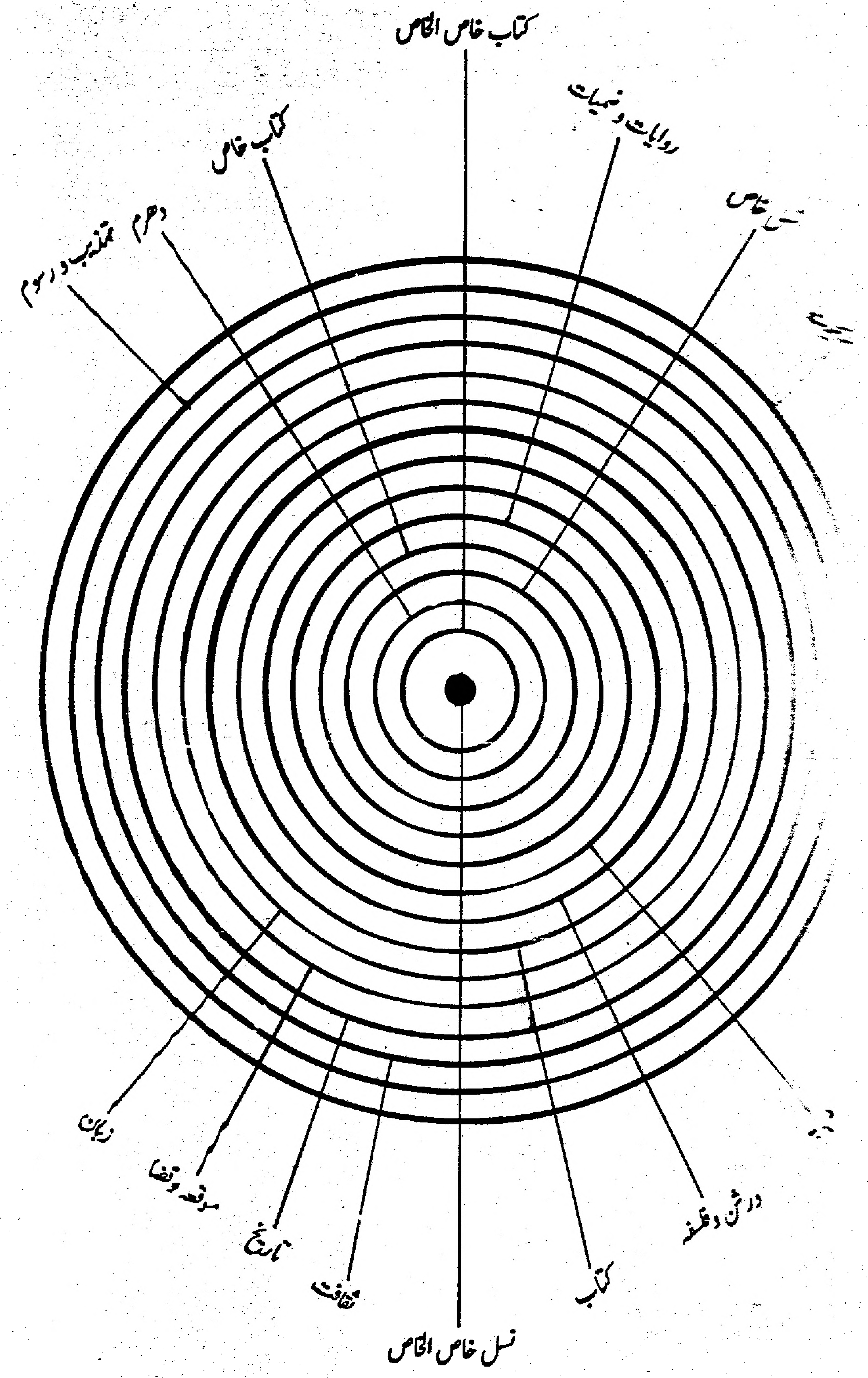

اتساع وانقباض کی حالتوں میں ہندتو کے اقدامات کی میکا نکیت اتنی پیچیدہ اور تہہ دار ہواکرتی ہے جس کا احاطہ کرنا یہاں آسان نہیں چہ جائیکہ مدلل استیعاب۔ میکانکیات کو صرف تقریب فہم کے لئے ۸ حصوں میں منقسم کرتا ہوں :

(۱) **توسیع و تبدیل کی میکا نکیت** : یہ وہ میکا نکیت ہے جس کے ذریعہ ہندتو اپنے اصول، ساخت، جسم اور ذرائع میں، ترقی وتنزلی کو دیکھتے ہوئے، حسب موقع توسیع و قبض کرتا ہے۔

(۲) **تحریف و الحاق کی میکا نکیت** : یہ وہ میکا نکیت ہے جس کے ذریعہ ہندتو حقیقت حق، صحائف حق، اور مبلغ حق میں تحریف و تلبیس کرتا ہے۔ چنانچہ دیگر امور کا تو ذکر ہی کیا ہندتو کے اصل الاصول اور سرچشمہ ہدایت رگ وید کی مثال کافی ہوگی۔ کہاجاتا ہے کہ وید ویاس نے وید راشی سے وید کے رچاؤں کی رچنا کی۔ انہوں نے پیل رشی کو دیا۔ پیل رشی نے اسے اپنے دو شاگردوں اندر پرمیتی اور باسکل کو دیئے۔ اندر پرمیتی نے شاکلیہ کو اور باسکل نے اپنے چار شاگردوں کو دیئے۔ پاتن جلی کے زمانے میں رگ وید کی شاکھاؤں کی تعداد ۲۱ تھی۔ ان اکیس شاکھاؤں کی ترکیب و تالیف جدید ہوئی اور انہیں پانچ حصوں میں منقسم کیا گیا یعنی : شاکل، باسکل، اشولائن، شانکھائن، اور مانڈوکیہ۔ بعد میں دیومتر شاکلیہ نے پانچ ذیلی شاکھائیں ترتیب دیں۔ اب اس وقت جو رگ وید دستیاب ہے وہ صرف شاکل ہے۔

پھر ہروید کی طرح رگ وید کے براہمن ہیں۔ اس پر مستزاد ہر وید کے اپنے اپنے اپ نشد ہیں۔ براہمن اور اپ نشد بھی ایک ایک نہیں بلکہ کئی کئی ہیں۔ بظاہر یہ براہمن اور اپ نشد تفسیرو توضیح نظر آتے ہیں لیکن اصلاً ان کا تعلق ہندتو کے تحریف و الحاق کی میکا نکیت سے ہے۔

(۳) **تصنیف و تلبیس کی میکا نکیت** : ہر چند کے ظاہراً یہ تصنیف و تالیف سے مشابہ اور باطناً تحریف و الحاق سے مشابہ معلوم ہوتی ہے لیکن اس باطن کے کئی بواطن ہیں اور ہر ایک اپنے میں تلبیس ہے، اس کے تین حصے ہیں :

(الف) **تلبیس** : یہ ایک غیر معمولی عمل ہے جس کے عدیم النظیر نمونے چھ فلسفے (شڈ ورشن षड्दर्शन) ہیں۔ یہ چھ فلسفے ہیں : گوتم کا نیائے، کناد کا وے شے

تلک' کپل کا سانکھیہ' پتنجلی کا یوگ' ویاس کا اتر' ممانسا (ویدانت) اور جے منی کا پرو ممانسا۔

(ب) توجیہ : ہندتو کی ترقی و استحکام میں کہا جاتا ہے کہ سمرتی گرنتھوں سے زیادہ جس تصنیف کا عمل دخل ہے وہ ہے پران وانگ مئے۔ یہ بات فی الواقع درست ہے۔ یہی وہ تصنیف ہے جس نے ہر بحرانی کیفیت سے ہندتو کو نکالا اور ہر مہم کو سر کرنے اور ہر مرحلے کو نتیجہ کمل تک پہنچانے میں اس کی مدد کی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ہندتو اپنے قدم' اپنے اقدامات اور عمل کی توجیہ پیش کرتا ہے اور اپنے ہر ظلم کا جواز ثابت کرتا ہے' گویا :

सर्गश्च प्रार्तसर्गश्च
वंशो मन्वन्तराणि च।
वंशानुचरितं चेति
पुराणं पञ्चलक्षणम्।।

تلبیس کی انتہا یہ ہے کہ ہندتو نے اپنے یہاں تلبیس در تلبیس اور باطن در باطن کا عرصہ تیار کیا جب پرانوں کی حقیقت نفس الامری کا سوال اٹھا تو کہا گیا کہ خود ویاس نے ویدوں اور مہابھارت کی رچنا کے بعد کلیگارنبھ یعنی کل یگ کی شروعات کے وقت ہی ان پرانوں کا نرمان کیا تھا' اس مخصوص میکا نکیت کا نتیجہ ہی ہے کہ شنکر اچاریہ نے بھی انہیں ویاس ورچت ہی کہا ہے۔ یہ اٹھارہ پران ہیں : برہما پران' پدم پران' وشنو پران' شیو پران' بھاگوت پران' بھوشیہ پران' نارد پران' مارکنڈیے پران' اگنی پران' برہم ورت پران' لنگ پران' وراہ پران' سکند پران' وامن پران' کورم پران' متسیہ پران' گروڑ پران اور برہمانڈ پران۔

(۴) تقنین : تصنیف و تلبیس کی میکا نکیت کا یہ تیسرا اہم حصہ ہے۔
تقنین کا یہ عمل نہایت پیچیدہ اور ہمہ جہت طریقے سے ہوتا ہے تاہم یہاں ہم اسے تین طریقوں میں منقسم کرتے ہیں :

(الف) بذریعہ قانون نگاری و دستور سازی : قانون نگاری کا مفہوم ہے [illegible] کے تمام علمی خزانوں کا استعمال کرتے ہوئے اور اپنی موجودہ اور آئندہ مفادات' ضرورتوں اور مسائل کا لحاظ کرتے ہوئے کسی وقت و عہد خاص میں اپنے ضروری رویہ اور طریقہ کار کے جواز کو قانوناً ثابت کرنا اور اس کو باضابطہ قانون کی شکل دینے کے لئے قانون نویسی کرنا۔

ہر چند کہ ہندتو کا دعوی ہے :

वेदोऽखलो धर्ममूलं (मनु–२–६)

یعنی شروتی ہی دھرم کا مول ہے۔ لیکن درحقیقت سمرتی گرنتھوں کو ہی دھرم شاستر کا نام دیا گیا ہے۔ کہا گیا :

'धर्मशास्त्र तु वै स्मति:

سمرتی وانگ مئے میں چار ورن اور چار آشرم سے متعلق قانون پایا جاتا ہے۔ غالب برہمنوں اور مغلوب قوموں کو منظم و منضبط کرنے کی اور اپنی ہر ناانصافی کو سند جواز عطا کرنے کی یہ ایک بھرپور کوشش تھی۔ سوتر بدھ وانگ مئے میں۔ ۔ ۔ گوتم' بودھائن' آپستمبہ' وششٹھ' وشنو' ہارت' وے کھانس' شنکھ' اتری' کنو' کاشیپ' گارگیہ' بدھ' برہسپتی' دھرم سوتر' منو' یگیہ ولکیہ' پاراشر' نارد' برہسپتی' کاتیائین' انگیرا' دکش' پتامہہ' پلستیہ' پرچے تس' پرجاپتی' مریچی' یم' وشوامتر' ویاس' ہارت سمرتی' اور سارے ہندوستان میں پھیلے نبندھ گرنتھوں کا سلسلہ شامل ہیں۔ یہ عمل گزشتہ دو ہزار سالوں سے زاید عرصے سے آج تک جاری ہے۔

یہ عمل دو مرحلوں میں ہوا کرتا ہے۔ سیاسی و عسکری غلبے سے قبل یعنی عہد نہضت میں اور سیاسی و عسکری غلبے کے بعد۔ عہد نہضت میں اس کی عام حالت صرف قانون نویسی تک محدود رہتی ہے لیکن عہد تغلب میں وہ باضابطہ قانون سازی کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ چنانچہ کوٹلیہ کا ارتھ شاستر بیک وقت ان دونوں صورت حال کا اچھا نمونہ ہے۔

عہد موجودہ میں اگر دیانند سرسوتی (۱۸۸۳۔ ۱۸۲۴)' اروند (۱۹۵۰۔ ۱۸۷۲)' ویویکانند (۱۹۰۲۔ ۱۸۶۳)' بال گنگادھر تلک (۱۹۲۰۔ ۱۸۵۶)' جواہر لال نہرو (۱۹۶۴۔ ۱۸۸۹)' رادھا کرشنن (   )' اور دین دیال اپادھیائے کی تحریریں توجیہ اور قانون نویسی کے ذیل میں رکھی جاسکتی ہیں تو دستور ہند اور ہندو کوڈبل قانون سازی کے ذیل میں۔ یہاں میں نے دیگر اشخاص کے ساتھ مہاتما گاندھی کا نام بطور خاص نہیں لیا' اس کی توجیہ آئندہ

(ب) استحکام : استحکام کا عمل تقنین کے وسیع عمل کا ایک حصہ ہے۔ مفہوم ہے اس قانون سازی کے لیے میدان عمل استوار کرنا اور زمین پر اس عملی تنفیذ کرکے اسے مستحکم بنانا۔ اس کے تحت خصوصا چار کام ہوتے ہیں :

(ا) قوت نافذہ کا حصول
(۲) ارضی استحکام
(۳) انتظامی مرکزیت کا قیام
(۴) توسیع انتظام و میدان عمل

ہرچند کہ یہ عمل خالص ملوکانہ، حاکمانہ اور عسکری نظر آتا ہے لیکن ہندتو کی بنیادی سے اس کا براہ راست تعلق ہے۔ چنانچہ اس کے تحت ہندتو سب سے پہلے قوت نافذہ کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ پھر حصول قوت نافذہ کے بعد اس کو اراضی اور انتظامی اعتبار سے مستحکم(Consolidated) بناتا ہے۔ جب یہ عمل ہے تب خود بخود اس کے اندر ایسے عوامل، جراثیم اور داعیات پیدا ہوجاتے ہیں مرکزیت کے قیام کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ ہرچند کہ ہمیشہ تاریخ میں یہ تعمیر میں مضمر ہے ایک صورت خرابی کی" کے مصداق ثابت ہوا ہے لیکن فی رجحان اسے سب سے زیادہ پسندیدہ نظر آتا ہے۔ ابھی یہ عمل چل ہی رہا ہوتا ہے عمل یعنی توسیع دائرہ انتظام و میدان عمل شروع ہوجاتا ہے۔ تاریخ میں ہندتو کا یہ بلا استثنا تین ہزار سالوں سے قائم ہے اور معاصر عہد میں بھی اس ذیل میں اس کی ایک ایک بات ہو بہو وہی ہے جو عہد گپت، عہد مہاکاویہ اور عہد وید میں رہی چاروں مرحلوں میں جو بات نمایاں رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہندتو کو مطلق انسانی سے کبھی تعلق نہیں رہا بلکہ اس کا نظریہ اخلاق اس معاملے میں یہ رہا ہے کہ "ذریعہ نہیں مقصد اور ہدف کا حصول اصل ہے۔" ہدف کا داعیہ اور حقیقی صورت حال کی پوری اخلاقیات فراہم کرتے ہیں کہ ذریعہ کیا اختیار کیا جائے۔

چنانچہ یجروید میں ہے :

यो ऽ अस्मभ्यमरातोयाद्यश्च नो द्वेषते जनः ।
निन्दाद्यो अस्मान् धिप्साच्च सर्व तं भस्मसा कुरु ॥

11 : 80

ترجمہ : اے سبھا اور سینا کے مالک! آپ ان لوگوں کو جو دھرماتماؤں سے دشمنی کریں، جو ہمارے ساتھ بدتمیزی کریں، اور ہمیں ذلیل کریں، جو ہمیں نیچا دکھلاویں، اور ہمارے ساتھ فریب کریں، ان سب لوگوں کو جلاکر پوری طرح راکھ کرڈالئے۔

नमस्ते रुद्र मन्यव उतो त इषवे नमः!
बाहु भ्यामुत ते नमः ॥

16 : 1

ترجمہ : اے (رُدْرْ) شریر دشمنوں کو رلانے والے بادشاہ! تیرے غصہ سے بھرے بہادر نفس کے لئے وجر حاصل ہو! اور دشمنوں کو مارنے والی تیری ذات کے لئے اناج حاصل ہو! اور تیرے بازوؤں سے (نکلے) وجر دشمنوں کو حاصل ہوں!

अवसृष्टा परा पत शरव्ये ब्रह्मस शिते ।
गच्छामित्रान् प्र पद्यस्व माऽमीषांऽकंचनोच्छिषः ।।

17 : 45

ترجمہ : اے تیر اندازی میں ماہر وید کے علماء سے تعریف اور تعلیم حاصل کئے ہوئے سپہ سالار کی عورت! تو پرینا کو حاصل ہوئی۔ دور جا، دشمنوں پر دھاوا بول۔ اور اسے مار کر فتح حاصل کر، ان دور ملکوں میں رہنے والے دشمنوں کو بغیر قتل کئے نہ جانے دے۔

वि न इन्द्र मृधो जहि नीचा यच्छ पृतन्यतः।
यो अस्मां २ आंमिभदासत्यधरं गमया तमः।।

18 : 70

ترجمہ : اے (اندر) اعلیٰ ترین قوت والی فوج کے سردار! تو معرکوں کو بطور خاص جیت! فوجوں والے دشمنوں کو (ہراکر) ذلیل کر۔ جو ہمیں تباہ کرنے کی خواہش رکھتا ہے انہیں مہیب تاریکیوں میں دھکیل دے۔

لیکن اس سے کہیں زیادہ واضح اتھروید میں ہے :

ममाग्ने वर्चो विहवेष्वस्तु वयं त्वेन्धानास्तन्वं पुषेम।
मह्यं नमन्तां प्रदिशश्चतस्त्रस्त्वयाध्यक्षेण पृतना जयेम।।
5 : 3 : 1

ترجمہ : (اے آگ) اے تمام جانوں کی جان! معرکوں میں میری روشنی ہو۔ ہم لوگ تجھ کو روشن کرتے ہوئے اپنے جسم کو پالیں۔ چاروں سمتیں ہمارے لئے جھک جائیں۔ تیری سربراہی میں ہم معرکوں کو سر کریں۔

सर्वेषां च क्रिमीणां सर्वासां च क्रिमीणाम्।
भिनछयश्मना शिरो दहाम्यग्तिना मुखम्।।
5 : 23 : 13

ترجمہ : اور سب کیڑوں کا' اور سب کیڑوں کی عورتوں کا سر پتھرے میں پھوڑتا ہوں۔ اور ان کے چہروں کو آگ سے جلاتا ہوں۔

अक्ष्यौ निविध्य हृदयं निविध्य जिह्वां नि तृन्द्धि प्रदतो मृणीहि।
पिशाचो अस्ययतमो जधासाग्ने यविष्ठ प्रति तंश्रृणीहि।।
5 : 29 : 4

ترجمہ : اس کی دونوں آنکھیں چھید ڈال' دل چھید ڈال' زبان کاٹ لے اور دانتوں کو توڑ دے' جس کسی پشاچ نے گوشت کھایا' اے سب سے بڑی طاقت والے صاحب علم! اس کو واضح طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال۔

कृतं मे दक्षिणे हस्ते जयो मे सव्य आहितः।
गोजिद्भूयासमश्वजिद् धनंजयो हिरण्यजित्।।
7:50:8

ترجمہ : کرم (عمل) میرے داہنے ہاتھ میں اور فتح میرے بائیں ہاتھ میں ہے۔ میں زمین جیتنے والا' گھوڑے جیتنے والا اور دولت جیتنے والا رہوں۔

یہی وہ موقف ہے جو الہ آباد کے کتبوں میں سمدرگپت سے متعلق یوں مذکور ہے :

"अनेक आर्यावर्तराजप्रस भोद्धरणोद्धृत प्रभावमहतः"

اور

"प्रभृति सर्वदक्षिणापयराजग्रहण मोक्षानुग्रहजनित
प्रतोपोन्मिश्र महाभागस्य"

اور عہد موجودہ میں "پنچ شیل' اکھنڈ بھارت' ورہتر بھارت اور Vision ۲۰۰۰ کے نظریوں اور انضمام ریاست' تنظیم جدید ریاست کے اقدامات کی شکل میں یہی موقف ظاہر ہورہا ہے۔

(ت) تطبیق : تقنین کا تیسرا اہم حصہ تطبیق ہے۔ تطبیق کا مفہوم ہے کہ ہندتو کی توسیع' تقویت' استحکام اور مفادات کی حفاظت کے لئے موجودہ ہندو سماج کے طبقات کو ازسرنو منظم کرنا۔ اس کے ذیل میں اصل ہندو یعنی براہمن چھتری سے لے کر شودر تک تمام غلام داخلی طبقات کی اور دیگر خارجی طبقات کی ازسرنو درجہ بندی کرتا ہے اور اس میں تغیرو تبدیل' اخراج و ادخال' تفریق وانضمام کا غیر معمولی عمل دہرایا جاتا ہے۔ اس کے لیے اگر ضروری ہوا تو کسی مرحلے میں بزور مزاحم قوت کا خاتمہ کرنے کی کوشش بھی ہوتی ہے۔

کبھی یہ عمل بزور ہوتا ہے کبھی برہمنوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اور کبھی غلام طبقات کے کسی فرد کو آلہ کار بناکر اس کے ذریعہ کروایا جاتا ہے۔ (اس میکا نکیت کا ذکر آئندہ اوتار کے ذکر کے ذیل میں ہوگا)۔ ہندتو کا یہ عمل ایک لامتناہی طور پر ہمہ دم بہنے والے دریا کی طرح ہے۔ گزشتہ تین ہزار سالوں سے اپنی کلیات میں ذرہ برابر تبدیلی کیے بغیر اس کا یہ عمل اب تک جاری ہے۔

چنانچہ اسی عمل کے ذریعہ ہندوؤں نے بربریت کے ساتھ دشمن قوموں کو قتل کرکے اور انہیں مغلوب بنا کر (اگر وہ درجہ اول میں ان کے حلیف ہوگئے تو) انہیں چھتری کا درجہ دیا۔ وشنوپران میں پرشورام کے ذیل میں اس عمل کا ذکر ہے۔ ہر زمانے میں یہ بھی دیکھا گیا کہ بعض قومیں جو کبھی بحیثیت چھتری داخل کی گئیں تھیں دوسرے عہد میں نکال باہر کی گئیں اور دیگر قوموں کو وہ مقام دیا گیا۔ عہد وسطی میں ہن' شک اور یوچی کے بعض جنگ جو قوموں کے بچے کچے افراد کو یہی مقام دیکر راجپوت قرار دیا گیا اور آج بھی چند شودر قومیں اور چند ویشہ قومیں اسی مقام کی طرف لے جائی جارہی ہیں۔

ویشہ ہندتو کا ایک پیانہ تحقیق ہے۔ چنانچہ ایسے گروہ جو حصول دنیا کو زندگی کا محور قرار دیتے ہیں اور حصول دولت کے سوا کوئی مقصد نہیں رکھتے نہ ہی ہندوؤں کی اجارہ داری

کو کبھی [illegible] مزاحمت کے بدلے مفاہمت کا سہارا لے کر صرف حصول دولت میں مشغول [illegible] خواص رکھنے والی قوموں کو وہ ویشہ کا درجہ دیتے ہیں۔ جن قوموں میں یہ [illegible] تی ہے اسے وہ اس گروہ سے خارج بھی کردیتے ہیں۔ تاریخی طور پر ہندوؤں [illegible] شاید ہی کبھی چیلنج کا سامنا رہا ہے اس لئے کہ یہ ہمیشہ ان کے حلیف اور آلہ [illegible] عموماً اخلاقی طور پر کمزور افراد ہی اس خواص کے مالک ہوتے ہیں لہٰذا دونوں [illegible] سلمان ہندتو کے نظم میں ممکن ہوتا ہے۔

[illegible] دینے والی داخلی محکوم قوموں اور مقابل خارجی قوموں سے تعامل کو تطبیق [illegible] جاتا ہے۔ اس کے تحت ہندو، محکوم داخلی قوموں میں جب مخالفت اور مزاحمت [illegible] پاتا ہے اور ان قوموں سے ہندتو کے لئے خطرات بڑھ جاتے ہیں تب وہ [illegible] طبقے میں دھکیل دیتا ہے۔ دوسری طرف مقابل خارجی قوموں سے تصادم [illegible] غیر ہندو محکوم قوموں کا استعمال کرنے اور انہیں اپنے مفادات کے لئے [illegible] نے اور ان کے ذریعے بالواسطہ جنگ(Proxy War)کرانے کے لئے بھی ا[illegible] تمال ہوتا ہے۔ تیسری طرف مقابل خارجی قوم اگر تصادم کے بعد مغلوب [illegible] مغلوبیت کے باوجود اس سے خطرہ باقی ہو تو اسے بھی تطبیق کے ذریعے ہی کنٹرو[illegible] ہے۔

[illegible] پہلو ہے کسی گروہ کو بے انتہا ذلیل کرکے، مقام انسانیت سے گرا کر قابل نفر[illegible] س سے غیر انسانی سلوک کرکے اس کی عزت نفس کو مفلوج کردینا۔ چنانچہ و[illegible] ہے کہ کئی چھتری قوموں کو ساگر نے ذلیل کرکے اور انہیں ملیکش [illegible]echcha) [illegible] کر شودر بنادیا۔ تمام مقابل قومیں تو اسی عمل کے ذریعے ملیکش قرار دی [illegible] ان کے خلاف ملک میں عظیم محاذ قائم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مغلوب قوموں کو [illegible] ہے۔ ابتدا ہی میں اس کا ذکر کیا گیا کہ کس طرح غیر آریہ قبائل مغلوب [illegible] پائے۔ اس وقت جہاں ایک طرف کل کے شودروں میں سے حلیف شودروں [illegible] ویشہ اور چھتری بنایا جارہا ہے وہیں بعض مخالف مگر بظاہر مغلوب قوموں کو [illegible] درجے میں شامل کیا جارہا ہے۔ معاصر ہندوستان میں مسلمانوں کی یہی [illegible] ی درجہ [illegible] ی ہے۔ لہٰذا اس وقت دنیا کے مسلمانوں کے تعلق سے ہندتو کے دو

خانے ہیں۔

(ا)بیرون ملک کے مسلمان اور ملک کے اندر غیر مغلوب نفسیات رکھنے والے مسلمان ملیکش ہیں۔

(۲)ملک کے اندر پائے جانے والے مسلمانوں کے ایسے گروہ جو علمی، نفسیاتی، ثقافتی اور تہذیبی تغلب کو تسلیم کرچکے ہیں ان میں سے اکثر کو شودر قرار دیا گیا ہے۔ ان کی باضابطہ فہرست موجودہ شودروں کی فہرست میں شامل کی گئی ہے لہٰذا مرکزی طور پر اور ہر صوبے میں الگ الگ ایسی(SC, ST اور BC)قوموں کی فہرست سازی اسی دھرم شاستر کا حصہ ہے۔

(۵) تحسین وتوقیر کی میکا نکیت : اصل دین ربانی سے اس قوم نے نسلی بنیادوں پر انحراف اور ارتداد کیا۔ اور اس فساد کے لانے والے یہاں کے رشی یا ان کی اولاد تھے جو اصلاً اور نسلاً برہمن تھے۔ اس دوران جب بھی انہیں حق کی طرف بلایا گیا تو انہوں نے نبیوں کی تکذیب کی۔ تکذیب معروف طریقوں میں جھٹلانا، دربدر کردینا اور قتل کردینا رہی ہے۔ یہ سارے طریقے یہاں بھی اس قوم نے اپنائے۔ لیکن اس نے ان تمام معاملات کو ایسے غیر معمولی طریقے سے منظم کیا کہ اس کے دامن کا یہ سیاہ داغ کم از کم دنیا کی تاریخ میں چھپ گیا۔ اس کے لئے ایک عجیب و غریب میکا نکیت کا استعمال ہوا۔ اس میکا نکیت کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے کا ذکر تحسین و توقیر کی میکا نکیت کے نام سے کیا جاتا ہے۔

جب بھی کوئی مظہر حق آیا تو اسے عملاً جھٹلایا گیا لیکن چند دنوں کے بعد اس کے اچھے اعمال کو جنہیں وہ جھٹلا نہیں سکتے تھے اور جن کی یاد ہندتو کے لئے خطرہ بنی ہوئی تھی۔ انفرادی حیثیت سے محدود کرکے اور اسے تنقید کے بجائے توقیر کے دائرے میں داخل کرکے اس کے نام اور پیغام کا استعمال کیا گیا۔ رفتہ رفتہ ان حق پرستوں کے اصل پیروکار یا تو تشدد کے طریقے سے ختم کردیئے گئے یا انہیں کچھ تسکین کا سامان دے کر داخل دفتر کرلیا گیا۔ اس عمل کو ہندتو کا کسی مظہر خیر کو نارائن قرار دینا کہتے ہیں۔ البیرونی نے اسی میکا نکیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وعلی مثلہ امر الہند، فلنھم برون الشریعتہ و منہاصادرۃ عن رشین، الحکملہ

قواعدالدین' دون الرسول اللذی هو نارائن' المتصور عند مجیئه وصورالانس ولن یجی الا لحسم مادة شر یطل علی العالم اولتلافی واقع ولا عوض فی شئی من امرالسنن ۔ وانما تعمل بها کما تجدها۔ فلاجل ہذا وقع الاستغناء عن الرسل عندہم فی باب الشرع والعبادة (فی تحقیق ماللهند: صفحہ ۸۱)

ترجمہ: اس طرح جہاں تک ہندوستان کا معاملہ ہے' تو وہ لوگ شریعت اور سنن کارشیوں سے صدور مانتے ہیں۔ یہی رشی دین کے بنیادوں کے جاننے والے ہیں ان رسولوں کے برخلاف جو نارائن کہلاتے ہیں جن کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ انسانی صورت میں آتے ہیں اور ان کا آنا صرف دنیا میں پھیلے ہوئے شر کے خاتمہ کے لئے ہوتا ہے یا واقعہ کی تلافی کے لئے یا دین میں کسی شئی کی تبدیلی کے لئے۔ اور اہل ہند ان معاملوں سے اسی طرح نبٹتے ہیں جیسا وہ ضروری پاتے ہیں۔ اس لئے ان کے یہاں شریعت اور عبادت کے باب میں رسولوں سے بے اعتنائی پائی جاتی ہے۔

نارائن قرار دینے کا عمل اس خیر کو تسلیم کرنا اور اس کے مطابق زندگی گزارنا نہیں بلکہ اسے بے اثر کرکے اس کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے۔ اسی ذیل میں وہ عمل بھی قرار دیا جاسکتا ہے' جب ہندتو اپنے لئے کئے گئے خدمات کے صلے میں کسی کو مرتفع قرار دیتا ہے۔ جو براہمن ہوتے ہیں وہ تو برہمرتی کے مقام پر فائز کئے جاتے ہیں مثلا کیسپ' وشسٹھ' انگی راس' اتری' بھری گو۔ اور جو چھتری ہوتے ہیں وہ راج رشی کے مقام بلند پر فائز کئے جاتے ہیں' مثلا وشوامتر' اکش واکو' وغیرہ۔

(٦) تنظیم و انضمام کی میکا نکیت : ہندتو کی یہ ایک عجیب و غریب میکا نکیت ہے۔ اس کے تحت ہندتو اپنے شدید مخالفین کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے یااس کو ضم کرلینے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ عمل اس طرح ہوتا ہے کہ انضمام کا یہ سارا عمل بظاہر تحسین و تعریف معلوم ہو۔ اس میکا نکیت کی دو صورتیں ہیں :

(ا) پہلی صورت یہ ہے کہ ہندتو اپنے مخالف چیلنج دینے والی قوت کے اندر سے کسی فرد کو آلہ کار بنانے کے لئے اسے تحسین و تعریف کے اعلی مقام پر فائز کردیتا ہے حتی کہ اسے اپنے دیوتاؤں کا اوتار قرار دیتا ہے اور پھر ہندتو کے مقاصد کے حصول کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔ اس صورت کی دو ذیلی صورتیں ہیں :

(الف) پہلی صورت میں دشمنوں کے ایک فرد کو تحسین و تعریف کے ذریعہ آلہ کار بناکر اور اسے اوتار قرار دے کر اس کی قوم کے خاتمے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور خود اس فرد کے ذریعہ اس کی اپنی قوم کو نہایت بربریت سے ختم کروایا جاتاہے۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ کہ ہندتو کو اپنی طاقت کم صرف کرنی پڑتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ کہ مخالف قوم خود آپس میں منقسم ہوجاتی ہے اور قومی بنیادوں پر متحدہ قوت کا استعمال کرنے سے قاصر رہتی ہے۔

اس کی بہترین مثال پرشورام کی ہے جس کے ذریعہ پہلے اس کی اپنی چھتری ماں کینو کو قتل کروایا گیا پھر اسے وشنو کا چھٹا اوتار قراردے کر اسے کارتہ وریہ کے چھتری راجہ ہے ہیاس کو تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا گیا پھر اس کے بعد اس کے تحت باضابطہ عظیم لشکر تیار کرکے پوری چھتری قوم کا قتل عام کروایا گیا۔

ایمرجنسی میں بربریت کے اقدامات کرنے سے قبل (اور بطور خاص مسلمانوں کی جبری نسبندی کے اقدامات سے قبل) فخرالدین علی احمد کو صدر بنانا' سکھ مسئلے کو حل کرنے' بھنڈران والا کا قلع قمع کرنے' حتی کہ گولڈن ٹمپل پر دھاوا بولنے کے دوران گیانی ذیل سنگھ کو صدر اور سردار بوٹا سنگھ کو وزیر داخلہ مقرر کرنا' ۱۹۹۰ء میں کشمیر کے سلسلے میں نئے اقدامات کرنے سے قبل مفتی محمد سعید کو وزیر داخلہ اور متحدہ کمانڈ کے لئے لیفٹنٹ جنرل ذکی کا انتخاب کرنا' محض اتفاق نہیں۔ اس سے قبل تقسیم ملک کے مرحلے میں مولانا آزاد کو کانگریس کا صدر بنانے کی کوشش کرنا بھی محض اتفاق نہیں تھا۔

(ب) دوسری صورت کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب :

(ا) ہندو قوم کو عوامی تحریک(Mass Mobilisation) کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۲) ہندو قوم کو اپنے اردگرد مغلوب قوموں سے رقیبانہ خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔

(۳) جب ہندو قوم یہ سمجھتی ہے کہ اس کی براہ راست قیادت انہیں مشکوک بناسکتی ہے لہذا ایسی صورت میں وہ ذیلی مغلوب قوموں سے آلہ کار بناتی ہے' اس کی تعریف و توصیف کرکے اسے مقام بلند پر فائز کرتی ہے حتی کہ ان میں بعض کو اوتار کے مقام بلند پر فائز کردیتی ہے اور اس طریقے سے مذکورہ کام اس سے لیتی ہے۔ یہ طریقہ ہندتو کے

یب طریقوں میں سے ایک ہے۔

چنانچہ ۵۵۰ قبل مسیح میں ہندوستان میں ہندتو کو پوری طرح اکھاڑ پھینکا گیا۔ ہندتو مخالفین کی حکومت مگدھ میں ۶۰۰ قبل مسیح میں قائم ہوئی اور یکے بعد دیگرے ہندتو کے ی کی حکومت رہی۔ ان ہندتو کے مخالفین کی سب سے عظیم الشان حکومت نند ن کی قائم ہوئی۔ پرانوں میں اس خاندان کو सर्वक्षत्रान्तक: یعنی پوری چھتری خاتمہ کرنے والا کہا گیا۔ یہ خاندان ہندتو کے مطابق شودروں کا خاندان تھا۔ لہٰذا ہند شودروں کے اس عہد کا خاتمہ کرنا چاہا۔ ہندتو کے مظالم سے ہزاروں سالوں سے کچلی والی قوموں نے نہ صرف یہ کہ ہندتو کی حکومت کا خاتمہ کرکے خلاصی پالی تھی بلکہ مستحکم کرنے کے لئے انہیں مہاتمابدھ اور مہاویر کے افکار اور نظام حیات بھی مل گئے لہٰذا اب وہ ویدک عہد اور مہاکاویہ عہد کے مقابلے میں زیادہ مضبوط پوزیشن میں تھے۔ ہندتو کے غیر معمولی دماغوں نے اس مضبوط قلعہ کو توڑنے کے آلہ جات تیار کرلیے۔ ے دور تک شلا میں پوری سازش تیار کی گئی اور ایک شودر چندرگپت موریہ کو اس Mass Mobilisation اور مہم کے لئے استعمال کیا گیا۔ مدراراکشش (मुद्राराक्षस) چندرگپت کے لئے (वृषल) لفظ کا استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم ہے شودر کی ۔ اسی میں اسے (कुलहीन) بھی کہا گیا ہے۔ چندرگپت کی آڑ میں کوٹلیہ نے ہند Counter Revolution لادیا۔ یہ الگ بات ہے کہ بودھ مذہب کی قوت مدافعت رآئی اور چندرگپت کے پوتے اشوک نے پھر ہندتو کو شکست دے دی۔

عہد وسطیٰ میں مغل خاندان کے خلاف شواجی کو ابھارنا اور پھر بعد میں شواجی کے دان کی آڑ میں پیشواؤں کی حکومت کا قیام اسی قبیل کی چیز ہے۔ شواجی اصلا نچلی قوم کا ب فرد تھا۔

ماضی قریب میں موہن داس کرم چند گاندھی اور بھیم راؤ امیڈکر اس عمل کی اعلیٰ ل ہیں۔ انیسویں صدی کے اوائل میں ہندتو کی قوتوں نے انگریزوں سے مفادات کی بنیاد ربط تو قائم کرلیا اور پوری ایک صدی تک برہمن اپنی براہ راست قیادت میں احیاء کی شش کرتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ رام موہن رائے (۱۸۳۳- ۱۷۷۲)، یندرناتھ ٹھاکر (پیدائش ۱۸۱۷)، سوامی دیانند سرسوتی۔ (۱۸۲۴ - ۱۸۸۳)، راج نارائن بوس (پیدائش ۱۸۲۶)، بنکم چندر چٹوپادھیائے (پیدائش ۱۸۳۸)، بال گنگا دھر تلک (۱۹۲۰- ۱۸۵۶)، بپن چندر پال (پیدائش ۱۸۵۸)، سوامی ویویکانند (۱۹۰۲- ۱۸۶۳)، اروندو گھوش (۱۹۵۰- ۱۸۷۲)، رام تیرتھ (پیدائش ۱۸۷۳)، رویندر ناتھ ٹھاکر (۱۹۴۱- ۱۸۶۱) گووندرانا ڈے، سریندر ناتھ بنرجی، مدن موہن مالویہ (۱۹۴۶-۱۸۶۱)، گوپال کرشن گوکھلے، کی کوشش قوم کو جگا تو سکتی ہیں لیکن عام بیداری پیدا نہیں کرسکتیں۔ انہوں نے محسوس کرلیا کہ یہ بیداری رقیب قوت سے محاذ آرائی کے لئے کافی نہیں اور برہمن مغلوب قوموں کو Mobilise نہیں کرسکتے لہٰذا ان کی آنکھیں کسی ایسے شخص کو تلاش کرنے لگیں جو صدیوں سے چلا آتا اس عمل کی ذمہ داری قبول کرلے اور غیر برہمنوں میں سے ہو۔ چنانچہ ایک شخص پر ان کی نظر پڑی جو جنوبی افریقہ میں غیر معروف زندگی گزار رہا تھا لیکن اس میں وہ تمام اوصاف پائے جاتے تھے جس کی انہیں تلاش تھی ـــــ یعنی :

(۱) ہندو فلسفے سے آگاہ ہونا (۲) معاصر عہد سے آگاہ ہونا (۳) غیر برہمن ہونا (۴) غیر چھتری ہونا (۵) آمادہ کار ہونا۔

لہٰذا اسے بلایا گیا اور اچانک ایک ہی جست میں، اسے برصغیر جیسے ملک کی سب سے بڑی تنظیم کا مطلق العنان قائد بنادیا گیا۔ دنیا کی تاریخ میں قیادت سونپنے کی ایسی مثال جیسی ۱۹۱۴ء میں ہندوستان میں سامنے آئی دوسری نہیں ملے گی۔ پوری برہمن جمعیت اس فرد کے سائے میں آگئی۔ چونکہ یہ ایک سوچا سمجھا عمل تھا اس لئے نہ ہی اس شخص کی ناتجربہ کاری کا سوال اٹھایا گیا نہ اس سے کوئی رقیبانہ کشاکش ہوئی بلکہ تلک، مالویہ، گھوکھلے، اروند، ٹیگور، سی آر داس، موتی لال نہرو، جیسے اساطین تک نے اسے بطیب خاطر قبول کرلیا۔

جب گاندھی جی کو بھی ایک مرحلے میں محسوس ہوا کہ ان کی اپنی Mobilisation بھی ضروری حد تک کامیاب نہیں ہورہی ہے تب اسی طریق کار کا استعمال کرتے ہوئے ایک مقوی (Booster) کا استعمال کیا گیا۔ اور اس دوسرے آلہ کار کے اوپر بھی تعریف و توصیف کے خزانے لٹادیئے گئے۔ وہ آلہ کار تھا بھیم راؤ امیڈکر۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ہندتو کا قافلہ جو انیسویں صدی سے آگے بڑھ رہا تھا کبھی بھی قوت نافذہ کا حصول نہیں کرسکتا اگر یہ دو شخصیتیں نہ ہوتیں۔

(۲) تنظیم وانضمام کی میکانکیت کی دوسری صورت یہ ہے کہ جب مخالف و متصادم

قوت باوجود کوشش کے ختم نہ ہو اور بظاہر اس کا خاتمہ کرنا ممکن نظر نہ آئے تو ہندتو ایک اور میکا نکیت کا استعمال کرتا ہے۔ اس کے تحت اس دشمن فکر کے قائد کو ہندتو کے کسی دیوتا کا اوتار مان کر اسے ہندتو کا حصہ بنالیا جاتا ہے' یا اس کی کوشش ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی طویل تاریخ ہے۔ انہوں نے ہر زمانے میں کسی ایسی صورت حال کے برپا ہونے کے بعد ایسا ہی کیا ہے۔

عام طور پر اس کے لئے وہ برھما' وشنو اور شیو' میں سے وشنو کے اوتار کی حیثیت سے داخل کرتے ہیں۔ عموماً اس کے ذریعہ مخالف فکر کو اپنے اندر داخل کرکے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور اس میں بہت حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے۔ اس اعتبار سے اہم اوتار درج ذیل ہیں۔

(۱) وشنو کا متسیہ اوتار
(۲) کہا اوتار
(۳) وراہو اوتار
(۴) نرسہا اوتار
(۵) وامن اوتار
(۶) بھارگو اوتار
(۷) رام چندر اوتار
(۸) کرشن اوتار
(۹) بدھ اوتار

لیکن اوتار اتنے ہی نہیں بلکہ مہابھارت اور بھاگوت پران میں دیگر اوتاروں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مثلاً بھگوت پران ایسے ۲۲ اوتاروں کا ذکر کرتا ہے۔

گذشتہ ایک سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وشنو کا ایک اوتار مان کر اسلام کو ہندتو کے اندر داخل کرنے کی متعدد کوششیں ہوئی ہیں۔

نشاۃ جدید

اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے کہ ہندتو کا یہ عہد' عہد احیاء کا تیسرا دور ہے۔ ابھی ہندتو

احیاء کے دوسرے دور میں ہی تھا کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد ہوئی۔ اسلام کی آمد کے بعد ہندتو کا مقابلہ ایک غیر معمولی قوت سے ہوا۔ خود ہندتو کی تاریخ میں کسی ایسے مقابلے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ اسلام کی غیر معمولی قوت نے ہندتو کے کس بل نکال دیئے اور اسلام نے اسے یہاں تک Marginalise کردیا جہاں تک اسلامی قانون جو سرتا سر اعلیٰ اخلاق اور انسانیت پر مبنی ہے اجازت دیتا تھا۔ مسلمان خواہ کتنی ہی ہمہ گیر قوت کے مالک تھے اسلام نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ دائرہ اسلام میں نہ آنے والوں کو بزور مسلمان بنائیں' نہ ہی اس کی اجازت دی کہ جزیہ دینے کے بعد اور ذمی بن کر رہنے کی آمادگی کی صورت میں انہیں قتل کردیں۔ لہٰذا اہل اسلام نے اتنا ہی کیا جتنا وہ کرسکتے تھے۔ اہل ہند کے دونوں بنیادی طبقات یعنی ہندوؤں اور مغلوب قوموں—— چھتریوں ویشیوں اور شودروں کی اپنی بدبختی ہے کہ وہ ۸۰۰ سالوں کی بلا فصل قائم حالت امن میں بھی اپنی صورت حال پر نظرثانی نہ کرسکے اور بطور خاص مغلوب قوموں چھتریوں' ویشیوں' اور شودروں کے اندر وہ جرات رندانہ پیدا نہ ہوئی کہ وہ اس طویل حالت امن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس تاریخی ظلم کا خاتمہ کردیتے۔ لیکن بدقسمتی سے اس دور میں بعض ایسی باتیں بھی رونما ہوئیں جن سے ہندتو کے تن مردہ میں پھر جان پڑگئی۔

۱۵۵۶ء سے بوجوہ اس قوت نے سنبھالا لینا شروع کیا۔ ۱۷۰۷ء میں اس میں زندگی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ۱۸۵۸ء میں اس نے مستحکم شکل اختیار کرلی۔ ۱۹۰۵ء میں اس نے واضح طور پر اپنا ہدف مقرر کرلیا۔ ۱۹۴۷ء سے احیاء کا تیسرا دور شروع ہوگیا۔

۱۸۵۸ء کے بعد اس فکر نے مستحکم شکل اختیار کرلی۔ عجیب و غریب بات ہے کہ ہندتو کی دو بڑی قوتیں جو ابتداء ایک تھیں اور درمیان میں دور ہوگئیں تھیں پھر ہدف کے پاس ملتی نظر آتی ہیں۔ اسے عسکری اصطلاح میں Pincer Attack کہتے ہیں۔ جب ایک فوج دو طرفہ سے حلقہ بنا کر دشمن کو نرغے میں لے لیتی ہے۔

چنانچہ ۱۸۹۶ء کے کانگریس سیشن میں بنکم چندر چٹرجی نے ہدف کا پہلا اعلان کیا اور وہ تھا Vande Mataram۔ یہ آنند مٹھ کا ایک گیت ہے۔ لیکن ہندتو کی سب سے واضح اور بیّن آواز بکری سمبت ۱۹۵۹ میں رویندر ناتھ ٹھاکر کی ابھری۔ یہ آواز اتنی زوردار' اتنی مسحور کن اور ہندتو کے جادو سے ایسی بھری ہوئی ہے کہ اس کا ترجمہ کرنا آسان نہیں۔

ذیل میں نہ صرف اس طویل اقتباس کو درج کیا جاتا ہے بلکہ اس کی اصطلاحی معنویت کو برقرار رکھنے کے لئے بجائے اردو ترجمہ کے ہندی ترجمہ دیا جاتا ہے :

हे अनन्त विश्व–संसार के परम एक परमात्मन, तुम मेरे सम्पूर्ण चित्त को ग्रहण करो। तुम समस्त जगत के साथ–साथ मुझे भी तो पूर्ण किये हुए स्तब्ध बने हुए विराज रहे हो, तुम ऐसा करो कि जिससे मै तुम्हारी उस पूर्णता को अपने देह–मन में, वाह्म–आभ्यन्तरम में, ज्ञान और भाव में प्रत्यक्ष अनुभव कर सकूँ। मैं अपने को सर्वतो भाव से तुम्हारे द्वारा आवृत रखकर, नीख और निरभिमान होकर तुम्हारा कार्य करना चाहता हूँ। प्रतिक्षण तुम मुझे आदेश करते रहो, आहवान करते रहो, अपनी प्रसन्न दृष्टि से मुझे आनन्द देते रहो, अपनी दीक्षण बाहुसे मुझे बल देते रहो। और जव मेरे दुर्दिन आयें, बन्धुगण साथ छोड दें, जगत के लोग मुझे लाँञ्छित करें और अनुकूलता मेरे लिए दुर्लभ हो जाय, तब तुम मुझे परास्त और भुलुष्ठित न होने देना। तब मुझे सहस्त्रों के भय से भीत, सहस्त्रों के वाक्य से विचलित, और सहस्त्रों के आकषर्ण से विक्षप्त न होना पड़े। एक तुम मेरे वित्त को एकासन में अधीश्वर विराजमान रहो, मेरे समस्त कर्म पर एकाकी तुम्ही अधिकार किये रहो, मेरे समस्त अभिमान को दमन करके, मेरी समस्त प्रवृत्तियों को अपने चरणों में एकत्र और संयत कर रखो।

हे अक्षय पुरुष, पुरातन भारत वर्ष में तुममें से जब पुरातनी प्रज्ञा प्रसूत हुई थी, तब हमारे सरल हृदय पितृ पुरुषो ने ब्रह्म के अभय को, ब्रह्म के बल को, जान लिया था। वे एकके बल से बली, एक के तेज से तेजस्वी और एकके गौरव से महीयान थे। पतित भारत के लिए पुनः हम उस प्रज्ञालोकित निर्मले निर्भय ज्योतिर्मय सुदिन की तुमसे प्रार्थना करते हैं। इस पृथ्वी पर और एक बार हमें तुम्हारे सिंहासन की ओर मस्तक उठा कर खड़ा होने दो। हम केवल युद्ध विग्र यन्त्र तन्त्र वाणिज्य व्यवसाय द्वारा नहीं, हम सुकठिन सुनिमणं सन्तोष बलिष्ठ ब्रह्मचर्य के द्वारा महिमान्वित होना चाहते हैं हम राजस्व नहीं चाहते, प्रभुत्व नहीं चाहते, ऐश्वर्य नहीं चाहते, केवल प्रति दिन एक बार भूर्भुवः स्वर्लोक में तुम्हारी महासभा के महाप्राडण में खडें होने का अधिकार चाहते है फिर हमारा कोई अपमान नहीं रहेगा, कोई अधीनता नहीं रहेगी, किसी प्रकार की दरिद्रता नहीं रहेगी, हमारी वेशभूषा दीन हो तो हुआ करे हमारी उपकरण सामग्री विरल हो तो हुआ करे उससे हम लेश मात्र लज्जा अनुभव न करें, किन्तु हमारे चित्तमें भय न रहे, क्षुद्रतान रहे बन्धन न रहे, आत्मा की मर्यादा समस्त मर्यादाओं के ऊपर रहे और तुम्हारी दीप्ति से ब्रह्मा परायण भारत वर्ष का मुकुट विहीन उत्तत ललाट ज्योतिष्मत हो उठे। हमारे चारो तरफ सभ्यता अभिमानी विज्ञान भदमत्त बाहुबल गर्वित स्वार्थ निष्ठुर जातियाँ जिन वस्तुओं को लेकर अहोरात्र अपने नख दन्त पैना रही हैं। परस्पर के प्रति सतर्क रुष्ट कटाक्ष कर रही हैं, पृथिवी को आतंक से कम्पित और मात्र शोणित पात से पाडिमल किये दे रही है उन सब काम्य वस्तुओं और परिस्फीत आत्मामिमान के द्वारा वे कभी अमर नहीं हो सकती। उनके यन्त्र तन्त्र, उनका विज्ञान, उनके पर्वत प्रमाण उपकरण उनकी रक्षा नहीं कर सकते। हे एकः उनकी उस बल मत्तता, धनमत्तता और उपकरण मत्तता के प्रति भारत वर्ष का कभी लोभ न हो।

हे अद्वितीय एक ऐसा करो कि तपस्विनी भारत भूमि अपना बल्कल–वसन पहने तुम्हारी ओर देखकर ब्रह्मावदिनी मैत्रेयीके उसी कण्ठ से कह सके

"येनाहं नामृता स्यां किमहं तने कुर्याम्"

जिसके द्वारा मै अमृता नहीं होऊंगी उसे लेकर मै क्या करुंगी?

हे एकः तुम तोप–कमानों के धूम्रजाल और स्वर्ण धूलिसे समाच्छन्न तमसावृत राष्ट्र गौरव की ओर भारत वर्ष की दृष्टि आकर्षित न करना हे विधान तुम अपने उस अनन्धकार लोक के प्रति दीन भारत का नत मस्तक उठा दो।

यदाड त मस्तन्न दिवा न रातिर्न सन्न च सञ्चिव एव केवलः। जय तुम्हारा वह अनन्धकार आविर्भूत होता है तब कहाँ तो दिन कहाँ रात कहाँ सत कहाँ असत् तब शिव एवं केवलः, केवल शिव केवल मंगल है

नमः शम्भवाय च भयोभवाय च,
नमः शकंराय च मयस्कराय च
नमः शिवाय च शिवतराय च

हे शंकर, हे भयोभव, तुम्हे नमस्कार है। हे शंकर, हे भयस्कर, तुम्हे नमस्कार है हे शिव हे शिवतर, तुम्हे नमस्कार है

बगंला–रचना वि० सं० 1958

۱۹۰۶ء میں کلکتہ کانگریس سیشن میں ایک فیصلہ لیا گیا۔ وہ فیصلہ تھا : "سوراج کا حصول" تب یہ ایک ذومعنی اور مبہم اصطلاح رہی ہوگی جس کا ظاہر انگریزی حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنا اور ملک کو آزاد کرانا تھا لیکن جس کا باطن ہندتو کے لئے قوت نافذہ حاصل کرنا تھا۔

۱۹۳۰ء کے بعد اور بطور خاص ۱۹۳۵ء کے بعد ہندتو کی فکر نے Pincer Attack کی حکمت عملی اختیار کرلی۔ اس کا ایک بازو گاندھی جی کی سربراہی میں کام کرنے لگا اور دوسرا کیشوبلی رام ہڈگوار (۱۸۸۹۔ ۱۹۴۰) کی سربراہی میں۔

ہندتو کا وہ دستہ جو گاندھی جی کی سربراہی میں کام کررہا تھا بالواسطہ ہندوانے کے طریقے پر عمل پیرا تھا۔ اس Indirect Indianisation کا ظاہری ہدف بھارتیتہ (Composite Culture) کا قیام تھا اور اس کا ذریعہ (Secularism) اختیار کیا گیا۔ اس طریقے میں ان تمام عوامل کی منضبط کار فرمائی ملتی ہے جس کا ذکر ہندتو کی ترکیب و عمل اور میکانکیت کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ چونکہ ملک کی باگ ڈور اسی دستے کے ہاتھوں میں آئی اور یہی دستور سازی سے لے کر اب تک حکومت پر حاوی رہا ہے اس لئے اس کا بالواسطہ ہندوانے کا عمل ہمہ گیر ہی نہیں بلکہ قوت نافذہ کے ساتھ ہوا۔ چنانچہ انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر گوشے میں یہ عمل موثر رہا۔

دوسرے دستے کا جو بلاواسطہ ہندوانے (Direct Hinduisation) کے طریقے پر عمل پیرا تھا کا ظاہری ہدف ہندو راشٹر کا قیام قرار دیا گیا۔

چونکہ اس طریقے میں معروف ہندوتو کے تمام اعضاء واضح شکل میں اپنی قدیم روایت کے عین مطابق نظر آتے ہیں اس لئے اس کا ذکر لازمی ہے۔

اس فکر کی بنیادی اینٹ چت (चित्) ہے۔ یہ وہی لفظ ہے جس کا استعمال رویندرناتھ ٹیگور نے بھی کیا ہے۔ دراصل یہ لفظ ہندوتو کی قدیم اور ہمیشہ رہنے والی فکر ہے۔ اسی کو مہت (महत्) بھی کہا گیا۔

چت کا مفہوم

چت وہ فکر ہے جس کے ذریعہ اعمال کے نتائج اور علم کے انواع، روح کے

استعمال کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔

مہت کا مفہوم ہے عقل، جو پردھان کی پہلی پیداوار ہے۔ پردھان مادہ اولی کو کہتے ہیں جو وشنو کی ایک شکل ہے۔ اسی کو پرکرتی بھی کہتے ہیں۔ اس کے اندر علت اور معلول دنوں مشتمل ہیں۔ مہت خواص کے مظاہر کی پیداوار ہے۔ چونکہ دین دیال اپادھیائے نے میک ڈوگل (Mc Dougal) کی دی گئی تعریف کو قبول کیا ہے اس لئے اسے معتبر سمجھ کر اس کا ذکر کرنا ضروری ہے :

میک ڈوگل نے کہا :

"چت کسی گروہ کے اندرون میں موجود فطرت ہے"۔

اپادھیائے جی اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> "Chiti is fundamental and is Central to the nation from its very begining. Chiti determines the direction in which the nation is to advance culturally. Whatever is in accordance with Chiti is included is culture"
>
> (Integral Humanism, MANTHAN. July- Sept- 1941)

ترجمہ : چت اصل ہے اور بالکل ابتداء سے قوم کے لئے مرکزی ہے۔ چت ہی اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ قوم کس سمت ثقافتی طور پر پیش قدمی کرے۔ جو کچھ چت کے مطابق ہوتا ہے۔ وہی ثقافت میں داخل کیا جاتا ہے۔

وہ مزید کہتے ہیں :

> "The Laws that help manifest and maintain Chiti of a Nation are termed Dharma of that nation, hence it is this Dharma that is Superme. Dharma is the repository of the nation's soul, if Dharma is Destroyed, the nation perishes. Anyone who abondons Dharma, betrays the nation." (Ibid).

ترجمہ : وہ قوانین جو قوم کے چت کے جلوہ گر ہونے اور برقرار رکھنے میں مدد کرتے ہیں اس قوم کا دھرم کہلاتے ہیں۔ اس لئے یہی وہ دھرم ہے جو اعلیٰ ہے۔ دھرم قوم کی روح کا قالب ہے۔ اگر دھرم برباد کردیا گیا تو قوم مرجاتی ہے۔ جو

کرتا ہے قوم کے ساتھ دغا کرتا ہے۔ یہاں کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ دھرم
ہے

دھرم کی خوبی بیان کرتے ہوئے کہا گیا :

न राज्यम न राजासीत, न दण्डयो न च दण्डिंका:
धर्मनैव प्रजा सर्वा:, रक्षिन्तस्मा परस्परम्

ترجمہ : "نہ کوئی ریاست ہے نہ بادشاہ' نہ سزا ہے اور نہ مجرم' ہر شہری کی ایک ذریعہ دھرم کے فضل سے حفاظت کی جاتی ہے۔"

دیگر مذاہب کے افراد کو اس دھرم سے غلط فہمی اس وقت ہوتی ہے جب وہ جو دھرم گرنتھوں میں پاتے ہیں جنہیں میں نے حق کا ما بقیہ کہا ہے۔ مثلاً

وید نے کہا :

सत्येनोत्तंभिता भूमि:

ترجمہ : زمین سچ سے تھمی ہوئی ہے۔

وید میں ہے :

पृथवी धर्मणा घृताम्

ترجمہ : یہ زمین دھرم کے سہارے ٹکی ہوئی ہے۔

شت پتھ براہمن میں ہے :

योहवैधर्म:, सत्यं वैतत्। तत सत्यं वदन्तं प्राहु: धर्म वदतीति

ترجمہ : بلاشبہ جو دھرم ہے وہی ستیہ ہے اور جو ستیہ ہے وہی دھرم ہے۔

لیکن اس قوم نے حق کا استحصال کیا اور ان تمام کے معانی بدل دئے۔ اب دھرم کا ب ہے :

प्रभावार्थाय भूतानां धर्म प्रवचनं स्मृतम
यत्स्यात् प्रभवसंयुक्त स धर्म इति प्रकीर्त्तित:

ترجمہ : دھرم لوگوں کی ترقی اور بہتری کے لئے ہوتا ہے لہٰذا جس سے ترقی اور ہو وہی دھرم ہے۔

چنانچہ اب اس کے دو مطلب ہو گئے۔

(۱) پہلا مطلب یہ ہے کہ ہندوتو کے سماج میں ہر فرد اور طبقے کا' جس کو اس ہندتو نے اپنے مفاد میں ترتیب دیا ہے الگ الگ دھرم ہوا۔ چنانچہ راجا کا دھرم الگ' برہمن کا دھرم الگ' ویشیہ کا دھرم الگ' شودر کا دھرم الگ' گرو کا دھرم الگ' ششیہ کا دھرم الگ' عورت کا دھرم الگ۔ چنانچہ یجروید میں لکھا ہے :

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद् बाहू राजन्य: कृत:।
ऊरू तदस्य यद्वैश्य: पदभ्यो॑शूद्रोऽअजायत।।
31 : 11

ترجمہ : اے براہمن! تم اس خدا کی تخلیق میں منہ کے مانند ہو۔ راجہ بازو کے مانند ہے' ویشیہ اس کی جانگھ اور شودر پاؤں سے پیدا ہوا ہے۔

لہٰذا ہر ایک کا دھرم ہے اور اسے وہی کرنا چاہئے۔ اگر راجہ براہمنوں کی عزت اور اس کی حفاظت نہیں کرتا' اگر ویشیہ ان سب کے لئے دھن کا حصول نہیں کرتا اور شودر ان سب کی خدمت نہیں کرتا تو وہ بغاوت کرتا ہے۔

(۲) اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ کسی وقت خاص میں جو ہندتو کے لئے ضروری اور مفید مطلب ہو وہی اس وقت اس کا دھرم ہے۔

ہندتو کا نصب العین کیا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔

کہا گیا :

न तू आर्यस्य दशाभवा:

ترجمہ : آریہ کبھی غلام نہیں ہوگا۔

(۱) رگ وید میں ہے :

मइइन्द्रेणा सख्यं वियोषत् अस्मभ्यस्य दक्षिणा दुहीत।
उपज्येष्टे वरूये गमस्तौ प्राय प्राय विंजिगीवांस: स्याम।।
2 : 18 : 8

ترجمہ : اے خدا آپ سے ہماری دوستی کبھی نہ ٹوٹے۔ اس خدا کی رحمت ہم پر ہمیشہ رہے۔ ہم ہمیشہ سب سے اعلیٰ اور دکھوں سے بچانے والے خدا کے بازوؤں کے اندر رہیں اور ہر جنگ میں فتح حاصل کریں۔

(۴) رگ وید میں ہے :

एकोबहुनामसि मन्यो वीलितः विशं विशं युद्धे संशिशाधि।
अकृत्तरूकत्वया युजावयम् द्युमन्तं द्यौषं दिज्यय कृरामहे।।
10 : 84 : 4

ترجمہ : منیو! دشمن کو پیس دینے والی میری قوت! تو اکیلا ہی تمام مخالفوں کو کچل دیتا ہے۔ اس لئے اے [illegible] روشنی والے! ہم تیرے ساتھ مل کر بلند آواز سے جے کار کرتے ہیں اور دیگر قوتوں [illegible] ہیں کہ :

इन्द्रेणा मन्युनावयं अभिष्याम पृतन्यतः।।

ترجمہ : ہم اندر خدا کی مدد اور قوت سے مل کر تمام دشمنوں کو فتح کر لیتے ہیں۔

اتھرو وید میں ہے :

अतिद्यावतातिसरा इन्द्रस्यवचसाहत।
अविवृक इवमयनीत सवोजीवम्माभोचि प्र[illegible]पि न[illegible]यत।।
5 : 8 : 4

ترجمہ : "اے بہادرو! دوڑو، بھاگو، بڑھو، اپنے بادشاہ کے حکم سے دشمن کا خاتمہ کر دو۔ جیسے بھیڑیا بھیڑ کو پیس ڈالتا ہے تم دشمن کو پیس ڈالو، وہ مہلک دشمن تم سے زندہ بچ کر نہ جائے۔ اس کی جانوں کو اپنے ملک میں کاٹ لو۔"

येर्राथनो ये अरथाः, असादा येच सादिनः।
सर्वानदन्तु तान् हतान् गृध्राः श्येनः पतत्रिणः।।
5 : 8 : 10

ترجمہ : جو رتھ والے ہیں یا بغیر رتھ کے ہیں، جو گھوڑسوار ہیں یا پیدل، ان سب دشمنوں کو مارو، اور ان کے گوشت کو گدھوں کے کھانے کے لئے چھوڑ دو۔

यंग्राम भाविशते इदमुग्रंसहोमय।
पिशाचास्तस्मान्नश्यन्ति न पाप मुपजायते।।
4 : 36 : 8

ترجمہ : اے آریہ! تو اعلان کر دے کہ "جہاں جہاں بھی میری قوت قاہرہ موجود

ہے کوئی آریوں کا دشمن پیشاچ وہاں سرکشی نہیں کر سکتا۔

ہندو تو اپنی اصل میں ایک دو منزلہ **Two Tier** سماج کا تصور کرتا ہے جو دراصل غالب اور مغلوب کی پہلی تنظیم ہے اور خالصتاً ہندو مفاد میں ہے۔ یجروید کہتا ہے :

यत्र ब्रह्माच क्षत्रंच सम्यं चौ चरतः सह।
लोकं पुरायं प्रक्षेषं यत्रदेवाः सहग्निना।।
20 : 25

ترجمہ : "جہاں برہمن اور چھتری باہم ہوں اس ملک میں پوترف مانتا ہوں، جہاں اہل علم آگ کے ساتھ رہتے ہیں۔

لیکن اصل حقیقت اس صورت میں بھی دوسری ہی ہوتی ہے۔ رگ وید کہتا ہے :

ब्राह्मण एव यतिर्राज यो न वैश्यः।
तत् सूर्यः ब्रुवन्नेति पयभ्योमानवेभ्यः।।
17 : 9

ترجمہ : "یہ چمکتا ہوا سورج انسانی سماج کو پیغام دیتا ہوا کہتا ہے دراصل زمین کا مالک برہمن ہوتا ہے۔ راجہ یعنی چھتری یا ویشیہ نہیں ہوتا"۔

سام وید میں ہے :

ब्राह्मणो स्वमृत हितम्।
10 : 7 : 3

ترجمہ : براہمن اپنے آپ میں امرت ہوتا ہے یا امرت سے بھرا ہوتا ہے۔

یجروید میں ہے :

अमृतं मोक्ष प्राप्त् ज्ञानम्

ترجمہ : اس کا علم موکش دلانے والا ہوتا ہے۔

اتھرو وید سب کا حاصل یوں ظاہر کرتا ہے :

इदंमे ज्योति स्मत हिदरायं पक्वंक्षेत्रत् कामदुधाम एषा!
इदं धनं निदधे ब्राह्मणोषु कृन्मिम पन्थां पितृवुयःस्वर्ग्यं।।
11 : 1 : 28

ترجمہ : "میں اس چمکیلے اور تکلیفوں سے نجات دینے والے سونے کو، کھیت میں پکے اناج کو، اپنی کامدھینو گائیوں کو، اور اپنے دھن کو براہمنوں کے حوالے کرتا ہوں، اس سے میں اپنے لئے پالکوں میں سکھ کا دھام بناتا ہوں"۔

ہندو دھرم کی اس تحقیق کے بعد یہ بات آسان ہوجاتی ہے کہ اپادھیائے جی کے دھرم اور چت کو سمجھا جائے۔ اس وقت کی جن سنگھ نے ۲۳ تا ۲۵ جنوری ۱۹۶۵ء کو جس دھرم کا فیصلہ اپنے وجے واڑہ اجلاس میں کیا۔ وہ وہی دھرم تھا جسے ۲۲ تا ۲۵ اپریل ۱۹۶۵ء کو اپادھیائے جی نے بمبئی میں اپنے چار خطبات میں پیش کیا اور اب وہ پورا Intergral Humanism جو گرو گولوالکر، دین دیال اپادھیائے اور ڈی بی ٹھینگڑی کے نظریات پر مشتمل ہے۔۔۔ دراصل اسی قدیم ہندتو کی تطبیق جدید ہے۔

☆☆☆

10234